ممبران پنجاب اسمبلی کو ایک مخلصانہ مشورہ

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھُوَ النَّاصِرُ

ممبران پنجاب اسمبلی کو ایک مخلصانہ مشورہ

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پنجاب میں امن قائم رکھنے کی اہمیت

برادران! سرسکندر کے خیالات اور پالیسی سے ہم میں سے بعض کو خواہ کس قدر ہی اِختلاف ہو اِس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی وفات سے پنجاب کی سیاسی فضا میں ایک زبردست طوفان پیدا ہو گیا ہے اور صوبہ کا امن خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ ان خطرہ کے ایام میں سب سے زیادہ ضرورت ایک مضبوط حکومت کی ہے جو ایک طرف جنگ کے کام میں پوری طرح مدد کر سکے اور دوسری طرف ملک میں امن قائم رکھ سکے۔ اِس قسم کی حکومت تبھی قائم کی جا سکتی ہے جب کہ ہر ممبر اسمبلی اپنے ذاتی مفاد کو مُلکی مفاد پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ اگر یہ نہ ہؤا تو پنجاب ان فسادات اور خرابیوں سے دوچار ہوگا جن سے ہندوستان کا کوئی اور صوبہ دوچار نہیں ہؤا۔ کیونکہ پنجاب ہندوستان کا میگزین ہے اور مختلف زبردست اقوام کا مسکن ہے جن میں سے بعض نہایت منظّم ہیں جن میں ایک دفعہ خودسری پیدا ہوئی تو پھر انہیں اکٹھا کرنا مشکل ہوگا۔

آپ لوگوں میں سے بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ میرے تعلقات پنجاب کی حکومت سے گزشتہ سالوں میں اچھے نہیں رہے نہ بالا حکومت کے نمائندوں سے اور نہ منتخب نمائندگان سے۔ اور اگر مُلکی مفاد کا خیال نہ ہوتا تو میں اِس وقت بالکل خاموش رہتا لیکن مُلکی مفاد کا سوال اِس وقت اِس قدر اہمیت پکڑ گیا ہے کہ میں خاموش نہیں رہ سکتا۔

اختلاف واِنشقاق کے خطرناک نتائج

میری ذاتی رائے یہ تھی کہ موجودہ مشکلات کے مدِّنظر سر فیروز خان صاحب نون کو پنجاب بُلوایا

جاتا اور حکومت کی تشکیل کا کام اُن کے سپرد کیا جاتا لیکن ملک معظم کے نمائندہ نے مناسب سمجھا کہ میجر ملک خضر حیات خاں کے سپرد یہ کام کریں مسلمان ممبروں کو اس موقع پر پُورا حق حاصل تھا کہ وہ بہ اِتفاقِ رائے یا کثرتِ رائے سے حکومت سے کہہ دیتے کہ انہیں میجر خضر حیات خاں کی سرداری پر اعتماد نہیں اگر وہ ایسا کرتے تو باوجود ہمارے خاندان اور ان کے خاندان کے کئی پُشتوں کے تعلقات کے مَیں مسلمانوں کی عام رائے کے ساتھ ہوتا کیونکہ گو وزیر اعظم کے تقرر کا اختیار گورنر صاحب کو حاصل ہے لیکن اس پر اعتماد یا عدمِ اعتماد کے اظہار کا اختیار اسمبلی کے نمائندگان کو حاصل ہے۔ مگر مَیں نے سُنا ہے کہ یونینسٹ پارٹی جو اکثریت رکھتی ہے اُس نے میجر خضر حیات خاں صاحب پر اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔ اِس کے بعد اسمبلی کا ایک ہی کام باقی رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے ووٹ کی عزت کرے لیکن میں نے سُنا ہے کہ بعض وزارتوں اور سیکرٹری کے عُہدوں کے بارہ میں اندر ہی اندر زبردست پروپیگنڈا ہو رہا ہے اور بعض لوگ اس بات پر بھی تیار ہیں کہ اگر ان کو عُہدہ نہ ملا تو وہ پارٹی میں تفرقہ پیدا کرنے سے بھی نہ رُکیں گے۔ اگر ایسا ہؤا تو کیا ہوگا۔ فرانس کی طرح پنجاب اسمبلی میں بھی اَن گِنت پارٹیاں بن جائیں گی جن کی بنیاد کسی سیاسی اختلاف پر نہ ہوگی بلکہ ذاتی اغراض پر ہوگی اور پنجاب کی حکومت اِس استقلال سے محروم ہو جائے گی جو اِسے اب حاصل ہے کوئی حکومت چند ماہ سے زیادہ نہ چل سکے گی۔ ممبروں کا وقت اس میں خرچ نہ ہوگا کہ مُلک کے فائدے کے امور پر غور کریں بلکہ اپنے لئے عُہدے طلب کرنے یا دوسروں کو عُہدے پیش کرنے کے جوڑ توڑ میں سب وقت خرچ ہوگا اور پنجاب کا بھی وہی حال ہوگا جو فرانس کا ہؤا ہے مگر فرانس نے کئی سَو سال جوانی کی بہاریں دیکھی ہیں پنجاب اُن غنچوں میں ہوگا جو بِن کِھلے ہی مُرجھا جاتے ہیں۔

وزراء یا نائب وزراء کا تقرر

کیا کوئی عقلمند یہ خیال کرسکتا ہے کہ دنیا کا کوئی وزیر اعظم مجلس آئین ساز کے ہر ممبر کو وزارت یا نائب وزارت دے سکتا ہے بلکہ نصف یا چوتھے یا دسویں یا بیسویں حصہ کو بھی وزارتیں دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر پنجاب جو باوجود مُلکی وُسعت کے ابھی اِس قدر سرمایہ کا مالک بھی نہیں جس کے **بیلجیئم** یا ناروے جیسے چھوٹے ملک مالک ہیں وہ اس تعیّش کو کب برداشت کرسکتا ہے؟

ان حالات میں بلکہ ہر قسم کے حالات میں ایک ہی صورت ممکن ہے کہ پارٹی وزیر اعظم کے انتخاب میں تو بے شک دخل دے لیکن جب کوئی وزیر اعظم چُنا جائے تو باقی عُہدوں کے انتخاب کو کُلّی طور پر اُس پر چھوڑ دے۔ اگر اُس کا انتخاب کامیاب ہو تو فَبِھَا۔ اگر بعض عُہدہ دار

کامیاب ثابت نہ ہوں تو چند ماہ کے تجربہ کے بعد پارٹی میں اُس ممبر کے خلاف ریزولیوشن پیش کیا جاسکتا ہے۔ اگر اکثریت کی رائے اُس کے خلاف ہوگی تو وہ خود استعفاء دے دے گا یا وزیراعظم اسے استعفاء دینے پر مجبور کردے گا۔ لیکن نیا انتخاب پھر بھی وزیراعظم کے ہی ہاتھ میں چھوڑنا پڑے گا کیونکہ جس پر کام کی ذمہ داری ہو اُسے اپنے مذاق کے آدمی چُننے کا اختیار دینے ہی میں کامیابی کی کلید ہوتی ہے۔ اور جمہوری حکومتوں کے تجربہ نے اِس امر کی ضرورت اور اہمیت کو اِس حد تک ثابت کردیا ہے کہ اِس کا انکار کسی صورت میں درست نہیں۔

دیانت داری کے امتحان کا وقت

آپ لوگوں کی طرف اِس وقت سارے مُلک کی نظریں ہیں لوگ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کس حد تک مُلک کی خیر خواہی اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ ذاتی دوستیوں یا لحاظ کا یہ وقت نہیں اگر کوئی شخص آپ سے یہ استدعا کرتا ہے کہ ذاتی دوستی یا اپنے فائدہ کے مدِّنظر آپ وزیراعظم پر زور دیں کہ وہ اسے وزیر یا نائب وزیر منتخب کریں تو سمجھ لیں کہ آپ کی دیانتداری کے امتحان کا وقت آگیا ہے۔ اس دوست سے صاف کہہ دیں کہ میری ذاتی جائداد آپ کی ہے میں اپنے مال کو آپ کے لئے قربان کرسکتا ہوں مگر قوم کی امانت آپ کے سپرد نہیں کرسکتا۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ آپ پر راضی ہوگا اور آئندہ نسلیں آپ کے نام کو عزت سے دیکھیں گی۔ وہ دوست ممکن ہے آپ کا دشمن ہوجائے مگر خدا تعالیٰ آپ کا دوست ہوجائے گا اور یہ سَودا آپ کو ہرگز مہنگا نہ پڑے گا۔

صحیح طریقِ عمل

میں نے خود اِس پر عمل کیا ہے اور بعض دوست جنہوں نے اِس بارہ میں مجھ سے مدد طلب کی ہے اُنہیں صاف کہہ دیا ہے کہ میں کسی پروپیگنڈا میں اُن کا یا کسی کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں۔ ہاں مَیں اِس کے لئے بالکل تیار ہوں کہ اگر وزیراعظم صاحب کو مسلمانوں کی اکثریت قابلِ اعتماد نہیں سمجھتی اور یونینسٹ پارٹی کے اجلاس میں یا خالص مسلمانوں کے اجتماع میں ان کے خلاف عدمِ اعتماد کا ووٹ پاس کردیا جائے تو مسلمانوں کی اکثریت کا ساتھ دوں۔ مگر ان کی جگہ جو بھی دوسرا شخص ہو میری رائے یہی ہوگی کہ اسے اپنے ساتھی چُننے کا پورا اختیار ہونا چاہیئے ورنہ فساد کا دروازہ بند نہ ہوگا اور حرص اور لالچ اور رشوت اور سفارش کی گرم بازاری رہے گی۔

مضحکہ انگیز حرکات کی مثال

اِس قسم کی حرکات کا سخت بُرا اثر پڑتا ہے اور قوم بدنام ہوجاتی ہے میں ایک گزشتہ تجربہ آپ کو بتاتا ہوں ایک موقع

پر پنجاب میں وزارت کا سوال تھا سر جیفرے ڈی مانٹ مورنسی[۱] گورنر تھے میں شملہ سے آ رہا تھا کہ امرتسر میں مجھے ایک وفد ملا اور اُس نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ گورنر صاحب کو فلاں شخص کے بارہ میں مشورہ دوں کہ اُسے ممبر مقرر نہ کیا جائے۔ ان صاحب نے مجھ سے الگ خواہش کی تھی کہ میں اُن کے حق میں گورنر صاحب سے کہوں (سر جیفرے کے مجھ سے بہت اچھے تعلقات تھے) مَیں پہلے اُن صاحب کی خواہش ردّ کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا اور یہ لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ مجھے اِن معاملات سے کیا تعلق ہے لیکن اس وفد کی ملاقات کے بعد جس میں مُلک کے سربرآوردہ لوگ شامل تھے میں نے گورنر صاحب کو خط لکھنے کا فیصلہ کر لیا اور انہیں لکھا کہ زید یا بکر جو لائق ہو اُسے ممبر بنانا چاہئے لیکن کسی شخص کو محض دوسروں کے پروپیگنڈا کی وجہ سے جبکہ اُسے ایک دفعہ اس کام پر مقرر کیا جا چکا ہو الگ کرنا ہرگز دانائی اور انصاف نہیں۔ انہوں نے اِس خط کے جواب میں جو خط لکھا اِس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اِس قسم کا پروپیگنڈا دوسروں کے دلوں پر کیا اثر ڈالتا ہے۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ مَیں آپ کے مشورہ کا خیال رکھونگا۔ پھر لکھا کہ اِس وقت جو کچھ لاہور میں ہو رہا ہے سخت مضحکہ انگیز ہے۔ مختلف پارٹیاں بنی ہوئی ہیں اور ان کے نمائندے سٹیشن پر ہجوم کئے رکھتے ہیں جو ممبر باہر سے آتا ہے اُسے دبوچنے اور دوسروں سے ملنے سے پہلے اپنے امیدوار سے ملنے کے لئے شہر کے باہر ہی باہر لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ خط ظریفانہ انداز میں تھا مگر اِسے پڑھ کر مسلمانوں کی حالت پر شرم کے مارے مَیں پسینہ پسینہ ہو گیا۔

مخلصانہ مشورہ

پس اے دوستو! آپ جو کچھ کریں گے وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہے گا اگر پارٹی بازی اور جنبہ داری کا نمونہ آپ دکھائیں گے تو غیر اقوام کے دوست اور دشمن آپ کے کام کو حیرت اور تحقیر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ مسلمانوں کے دشمن خوش ہوں گے کہ آج کا مسلمان بھی اسی طرح ہمارا شکار ہے جس طرح کَل کا تھا۔ آپ اپنی طاقت کو کھو بیٹھیں گے۔ آپ اپنی اولادوں کی قبریں اپنے ہاتھوں سے کھودنے والے ہوں گے **اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ**۔

پس میں اخلاص سے آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اِس وقت ذاتی دوستوں کے خیال کو بالائے طاق رکھ دیں اور اِس اصل کو پکڑ کر بیٹھ جائیں کہ وزیر اعظم کے انتخاب کے متعلق دیانتداری سے رائے دی جائے۔ اِس کے بعد دوسرے وزراء اور سیکرٹریوں کے انتخاب اُس پر چھوڑ دیں اور جو اپنے آپ کو خود پیش کرے اُس کا ساتھ ہرگز نہ دیں کیونکہ اس کی دوستی ملک اور ملت کی دشمنی ہے۔

ممبرانِ اسمبلی کو انتباہ

میں اِس جگہ یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ گو جماعت احمدیہ نہایت قلیل جماعت ہے پھر بھی پنجاب میں تیس کے قریب نشستیں ایسی ہیں کہ اگر جماعت وہاں کسی امیدوار کا مقابلہ کرے تو اس کی کامیابی نہایت مشکوک ہو جائے گی اور کم سے کم اسے ہزاروں روپیہ زائد خرچ کرنا پڑے گا۔ مسلمانوں اور پنجاب کے فائدہ کے لئے میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جس ممبر نے بھی اِس موقع پر ذاتی دوستی کا لحاظ کیا اور اختلاف پیدا کرنے میں مدد کی ہماری جماعت اگلے انتخاب میں اس کی مخالفت کرے گی اور خواہ یونینسٹ پارٹی اُسے معاف کر دے ہم اُسے معاف نہیں کریں گے کیونکہ مسلمانوں میں محض قومی فائدہ کے لئے خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کا ہم نے تہیہ کر لیا ہے۔ جو لوگ ذاتیات کو قومی فوائد پر ترجیح دیں گے ہم یقیناً اُن کا پوری طرح مقابلہ کریں گے خواہ حکومتِ وقت اُن کی تائید میں ہی کیوں نہ ہو اور خواہ بعد میں وہ پہلو بدل کر پھر اکثریت کیساتھ کیوں نہ مل گئے ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ موقع کی اہمیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے اِس وقت اتحاد کو ہر دوسرے امر پر مقدم کریں گے۔ اِس وقت کوئی اصولی مسئلہ زیرِ بحث نہیں بلکہ صرف ذاتیات کا سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں کو سچائی کے لئے کھول دے اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں اور پنجاب کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔

والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان

(الفضل ۱۴؍ جنوری ۱۹۴۴ء)

---

۱ **مورنسی سر جیفرے ڈی مانٹ:** پیدائش ۱۸۷۶ء۔ پیمبروک کالج کیمرج میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۸۹۹ء میں آئی سی ایس سے منسلک ہوئے۔ ۱۹۰۷ء تا ۱۹۲۰ء ڈپٹی کمشنر لائل پور رہے۔ ۱۹۲۰ء میں ڈپٹی سیکرٹری ھند۔ ۱۹۲۲ء تا ۱۹۲۶ء وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری، ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء پنجاب ایگزیکٹو کونسل کے رکن اور پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر۔ ۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۳ء پنجاب کے گورنر رہے۔ (اردو جامع انسائیکلو پیڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۶۴۲)